

## قرآنِ حکیم اور ہماری زندگی

قرآنِ حکیم کتابِ ہدایت ہے، یہ رب العالمین کا پیغام انسان کے نام ہے اس نے اسے جبریل امین کے ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل فرمایا۔ کیوں اتارا؟ ارشاد ہوتا ہے:

كَتَبْنَا أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبْرَكًا لَسِيذَّبُرُوا إِلَيْهِهِ وَلَسَيَدَّكُرُ أُولَئِ الْأَلْبَابِ. (ص: ۲۹)

”یہ ایک بڑی بابرکت کتاب ہے جو (اے نبی!) ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل و فکر رکھنے والے اس سے سبق لیں۔“

عربی زبان میں کتاب کو پڑھنے کے لئے قرأت کا لفظ آتا ہے جس سے اسم فاعل قاری عربی میں پڑھنے والے کو کہتے ہیں جب کہ تدریس اس طرح پڑھنے کو کہتے ہیں کہ کتاب کے الفاظ اور عبارت پر غور و فکر کیا جائے، معنی اور مطالب کو سمجھنے کی کوشش کی جائے اور اس کے احکام و ہدایات کو حرز جان بنانے کی سعی و جستجو کی جائے اس لئے اس آیت مبارکہ میں ہے کہ عقلمند اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں کہ قلب و روح کو جلا بخشنے اور فرد و اجتماع کو سنوارنے کے لئے جو تصورات اس میں مذکور ہیں، ان کو عمل میں لاتے ہیں اور ان کی روشنی میں اپنے لئے نظام حیات وضع کرتے ہیں۔ اسی سے زندگی میں انقلاب آتا ہے، وہ عزت و رفعت سے ہمکنار ہوتی ہے کیا خوب شاعر مشرق نے کہا ہے۔

تو ہی دانی کہ آئین تو چیست؟

زیر گردوں سر تمکین تو چیست؟

آں کتاب زندہ قرآن حکیم

حکمت او لایزال است و قدیم

کیا تو جانتا ہے کہ تیرا آئین کیا ہے۔ آسمان کے نیچے تیری شان و شوکت کا راز کیا ہے۔ وہ کتابِ زندہ قرآن حکیم ہے یقیناً اس میں درج حکمت کی باتیں ہمیشہ رہنے والی اور قدیم ہیں۔ (اور حکمت کبھی پرانی نہیں ہوتی)۔

قرآن حکیم سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی تلاوت کے وقت دل و دماغ کو حاضر کیا جائے، اور سمع و بصر کو کام میں لایا جائے، اور یہ خیال کیجئے کہ آپ کوئی معمولی کتاب نہیں پڑھ رہے ہیں بلکہ خالق کائنات کا کلام ہے جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ تک پہنچایا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرٍ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ. (ق: ۳۷)

”بے شک اس میں درسِ عبرت ہے اس کے لئے جس کے پاس قلب (سلیم) ہو یا جو کان لگا کر بات سنے اور دل سے حاضر ہو (قرآن کے بیان کردہ واقعات پر غور و فکر کر سکے)۔“

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

”لفظ قلب اپنے حقیقی یعنی دلِ زندہ کے معنی میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قلب (دل) کو احساس کرنے، عبرت حاصل کرنے اور سوچنے سمجھنے کے لئے بنایا ہے، جب تک آدمی کا دل یہ کام کرتا ہے، اس وقت تک اس کا دل زندہ ہے اور جب تک دل زندہ ہے (یعنی اس میں سوچ بچار کی صلاحیت ہے) اس وقت تک آدمی بھی زندہ ہے۔ اس لئے کہ آدمی کی حقیقی زندگی اس کے دل کی زندگی ہی سے ہے، اگر دل یہ خصوصیات کھو بیٹھا تو پھر آدمی بھی مردہ ہے اگرچہ اس کی رگوں میں کتنا ہی خون دوڑتا پھرتا ہو۔

”أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ“ یعنی اگر دل پوری طرح بیدار نہ ہو تو کم از کم اتنی بات تو انسان کے اندر ہو کہ کوئی معقول آدمی اس کو کوئی بات سنائے تو وہ اس کو توجہ سے سنے، یہ توجہ بھی انسان کے لئے بڑی خیر و برکت کا باعث ہے، اس سے بھی بسا اوقات دل کی غفلت دور اور اس کی عبرت پذیری کی صلاحیت زندہ ہو جاتی ہے، لیکن جو شخص ایسا بد قسمت ہو کہ نہ اس کا دل ہی بیدار ہو اور نہ وہ کسی معقول آدمی کی بات سننے ہی کے لئے اپنے کان کھولنے پر آمادہ ہو تو ایسے آدمی کے اندر کوئی معقول بات کدھر سے راہ پائے گی (تدبر قرآن جلد ششم)

نصیحت حاصل کرنے اور اس سے فیض یاب ہونے کے لئے دل سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت اور بات کو توجہ سے سننے کی عادت کے علاوہ شہید کا لفظ بول کر مزید جو کس کیا جا رہا ہے کہ وہ محض جسم و جان کے ساتھ ہی نہیں بلکہ دل و دماغ کے ساتھ حاضر رہے، مثلاً غور کیجئے کہ وہی نماز قیمتی بنتی ہے جو حضور قلب سے خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کی جائے۔ اسی طرح وہی تلاوت سود مند ثابت ہوتی ہے جو تدبر اور پورے شعور سے کی جائے اور اس کے احکام کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَقَدْ صَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (۲۷) قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ  
لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ [الزمر] (۲۸)

”یقیناً ہم نے لوگوں کے (سمجھانے) لئے قرآن میں ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں (اور اپنی زندگیوں کو سنواریں) یہ قرآن (فصح) عربی زبان میں ہے جس میں کوئی عیب (اور اختلاف) نہیں ہے تاکہ وہ ڈر جائیں (اور آخرت کے برے انجام سے بچ جائیں)۔“

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور سے نوازا ہے اور شرفِ انسانیت کا تقاضا ہے کہ اس کو بروئے کار لایا جائے، قرآنِ حکیم سے وہی لوگ فیض یاب ہو سکتے ہیں جو اس پر تدبر اور فکر کرتے ہیں، رب کریم کا اعلان ہے۔

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا. (محمد-۲۴)

”کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا دلوں پر ان کے قفل چڑھے ہوئے ہیں۔“

ظاہری بصارت کے ساتھ ساتھ جب تک داخلی بصیرت سے کام نہ لیا جائے انسان کبھی کسی حقیقت کو نہیں پاسکتا۔ قرآنِ حکیم نے یہ بات واضح الفاظ میں بتلائی کہ حقیقی اندھا پن، دل کا اندھا پن ہے۔ جو لوگ ظاہری آنکھیں رکھتے ہوئے بھی عقل و فکر سے کام نہیں لیتے، وہ بصارت رکھتے ہوئے بھی اندھے ہیں کیونکہ انہوں نے بصیرت سے کام نہ لیا اور وہ دل کے اندھے ہو گئے۔

ارشاد ہوتا ہے!

فَأَنهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ. (الحج:۳۶)

”حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔“

قرآنِ حکیم کتابِ عظیم ہے، اسی کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہمارے اسلاف قدر و منزلت اور عروج و سر بلندی سے ہمکنار ہوئے تھے۔ آج امتِ مسلمہ اس دولت بے بہا اور متاعِ گراں مایہ سے غافل ہو چکی ہے۔ اسے محض برکت کے طور پر محفلوں اور مجلسوں میں پڑھا جاتا ہے۔ مگر اس کی قیمتی اور لازوال تعلیمات کا اثر کہیں دکھائی نہیں دیتا ہے۔ یہ مسلمان کے لئے زندگی گزارنے کا آئین (دستورِ حیات) ہے۔ مگر آج مسلمان کیلئے ہر طرف سے ذلت و خواری ہے۔

شاعر مشرق اس پر اس طرح آنسو بہاتا ہے ۔

ملنے را رفت چوں آئین ز دست

مثل خاک اجزائے او از ہم نکست

ہستی مسلم ز آئین است و بس  
باطن دین نبی این است و بس

برگ گل شد چوں ز آئین بستہ شد  
گل ز آئین بستہ شد گلستہ شد

نغمہ از ضبط صدا پیدا ستے  
ضبط چوں رفت از صدا غوغا ستے

(ہائے افسوس) جب آئین ملت کے ہاتھ سے چلا گیا تو مٹی کی طرح اس کے اجزا بھی بکھر گئے، مسلمان کی ہستی صرف آئین پر ہی ہے اور بس۔ نبی ﷺ کے دین کا باطن یہی ہے اور بس، جب پھول کی پتیاں آئین سے وابستہ ہو جاتی ہیں، تو گلستہ کی شکل اختیار کر لیتی ہیں (کیا یہ حقیقت نہیں ہے) کہ آواز کو ضابطے میں لانے سے نغمہ پیدا ہوتا ہے اور جب نظم و ضبط ختم ہو جاتا ہے تو وہ محض بے ہنگم شور و غل ہوتا ہے۔

قرآن آج پھر امت مسلمہ کو پکار رہا ہے۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ. (آل عمران-۱۳۹)  
”اور تم دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔“

(شیخ عرفاروق)

-----